قصہ اک مزار کا ــــــــــــــــــ از ــــ مسعود بن نقیب ۔ فیصل آباد

میں بھی حاضر تھا وہاں ....

ایں چہ بوالعجبیست .... ؟؟؟

یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب راقم کامرس سال دوم کا طالبعلم تھا..... ہمارا کالج جڑانوالہ روڈ بالمقابل کوہ نور ملز پر واقع تھا اور سرکار کی بسیں ہی ہمارا محبوب ذریعہ آمدورفت تھیں..... ایک دن موسم بیحد خوشگوار تھا کہ اچانک کالج میں ہڑتال ہو گئی ... ہڑتال بھی ایک عجیب رسم ہے کہ جس کے لئے طلباء کسی دلیل کے محتاج نہیں ہوتے ... جب صدام حسین کا طوطی عروج پر تھا تو ہم اپنے ایک پرانے استاد سے ملنے گئے تو وہ فرمانے لگے کہ آجکل کے لڑکے بھی سب بے سروپا ہو گئے ہیں ... میرے استفسار پر انہوں نے فرمایا کہ کل کالج کے لڑکوں نے ہڑتال کا شور مچایا تو میں نے سمجھایا کہ بھئی ... کس لئے ہڑتال کر رہے ہو؟ .... کہنے لگے کہ سر .... صدام کی حمایت میں کر رہے ہیں..... میں نے کہا .... مگر وہ تو غلط کر رہا ہے .... تو اس پر ہونہار طلباء بولے ..... تو سر .... پھر ہم اس کے خلاف ہڑتال کئے دیتے ہیں ..... غرض کچھ ایسی ہی ہڑتال اس دن ہوئی ... ہم ۴، ۵ دوست جلوس سے علیحدہ ہوئے اور یہ فیصلہ کیا کہ ابھی کافی وقت ہے اس لئے کہیں سیر کو جانا چاہیے ..... چنانچہ جڑانوالہ جانے والی ایک بس پکڑی اور بلامقصد چل پڑے ..... تقریباً ۱۵ منٹ بعد ہمیں ایک بڑا سا گنبد نظر آیا جس پر جلی حروف میں "امام جلویؒ" لکھا ہوا تھا ... ایک ساتھی نے پوچھا کہ یہ امام کون ہیں اور کب ہوئے ہیں؟ .... میں نے کہا ... ممکن ہے کہ یہ کوئی شیعہ امام ہوں ... ہمسفر نے دلیل پوچھی تو میں نے کہا کیونکہ ان کا نام "علوی" کے وزن پر ہے" .... یہ سنکر سب ہی ہنس پڑے اور ساتھ ہی طے ہوا کہ آج کی چھٹی ادھر صرف کرنا چاہیے .... لہذا وہاں اترے اور مین گیٹ سے اس "وادی اسرار" میں داخل ہو گئے ... اندر ایک بڑا سا احاطہ تھا اور ایک طرف ۵، ۶ گھوڑے بندھے تھے، جنہیں ایک آدمی چارہ ڈال رہا تھا .... ہمیں دیکھ کر اس نے کہا کہ سیڑھیاں چڑھ جاؤ .... مزار شریف اوپر ہے .... ہم نے بلا تامل تعمیل حکم کی ... سیڑھیوں کے ذریعے اوپر چلے گئے ..... یہاں کا منظر واقعی قابل دید تھا .... ایک تو منقش دیواریں پھر جابجا شیشے کا استعمال اور اس سے بڑھ کر بارش کے موسم میں جب ہم نے آس پاس جھومتی گھٹاؤں کو دیکھا تو مسحور ہو کر رہ گئے کیونکہ فطرت کے حسن سے کسی کو انکار نہیں ہے ... اب ہمارے سامنے ایک دائروی شکل کا "طلسم کدہ" تھا ... ایک طرف اس کا دروازہ نظر آیا اور ہم اگلے ہی لمحے اس میں داخل ہو گئے .... ہم ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ ایک کڑک دار آواز آئی کہ جوتے یہیں اتار دو .... ہم نے فوراً "تعمیل" کی، اور جوتے اتار کر قالین پر چڑھ گئے ... سامنے ایک خوبرد قبر تھی جسے دھنک کے رنگوں جیسی چادروں سے سجایا ہوا تھا ... قبر کے بائیں طرف ایک بوڑھی ماں اپنی جوان لڑکی کو لئے عقیدت کے پھول نچھاور کر رہی تھی اور دائیں طرف ایک صاحب ریش ان "مریدوں" پر نظر جمائے براجمان تھا ... ہمیں اس منظر سے "مزار" کا تقدس پامال ہوتا نظر آیا مگر پھر ہم نے اسے

مزاروں کا "معمول" سمجھ کر نظر انداز کر دیا.... ہم نے چھت پر موجود مزار کو دیکھا اور دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ آخر قبر چھت پہ کیسے آگئی؟.... سجادہ نشین سے پوچھا تو اسنے جواب دیا کہ قبر تو نیچے ہی ہے مگر عرس کے دنوں میں زیادہ ہجوم ہونے کے باعث "زیارت" ممکن نہیں رہتی اس لئے یہ تدبیر اختیار کی گئی ہے .... ہم نے امام جلوی کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ "صاحب کرامت" تھے تاہم ان کے متعلق ہر شخص کو نہیں بتلایا جا سکتا... یہ سنکر ہم واپس آگئے... لیکن آج کئی برسوں کے بعد یہ واقعہ اس لئے یاد آگیا کہ چند دن پہلے ہمارے محسن محترم مولانا ثناء اللہ صاحب ثاقب (سابق) خطیب جامع مسجد محمدی اہلحدیث، نثار کالونی... ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہمیں ایک "دیوان" بھی عنایت کیا نیز فرمایا... "یہ لو.. اور ایمان تازہ کرو"... عربی، فارسی، ہندی اردو اور پنجابی کے اشتراک سے تیار شدہ اس دیوان کا نام "رمزالوحدت" تھا... پہلے تو میں اسے توحید پر مبنی پندونصائح سمجھا مگر جب ٹائٹل پر شاعر کا نام "امام جلوی" دیکھا تو میں ٹھٹک کر رہ گیا اور ساتھ ہی سمجھ گیا کہ اس میں کس قسم کی "توحید" بیان کی گئی ہوگی...

زمن بر صوفی و ملا سلامے　　　　که پیغام خدا گفتند مارا

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت　　　　خداو جبرئیل و مصطفٰے را!

یعنی "صوفیوں اور مولویوں کو میرا (دور سے) سلام کہ اللہ کا پیغام سنایا مگر ان کی تاویل نے اللہ کو بھی حیران کر دیا ہے... جبرائیل بھی حیران اور آنحضرتؐ بھی محو حیرت ہیں"

درحقیقت یہ سارا دیوان "وحدت الوجود" کا داعی ہے جسے "تصوف" کی روح کہہ لیں تو بے جا نہ ہوگا آیئے اشعار سے محظوظ ہونے سے پہلے "وحدت الوجود" کا مختصر سا تصور ذہن نشین کر لیں ــــ

تصوف کی دنیا میں ایک عقیدہ از حد مشہور او راہم ہے جسے "حلول" کہتے ہیں اس کی رو سے اللہ تخلیق کائنات سے پہلے اپنے آپ میں گم تھا اس نے جب اپنے آپ کو ظاہر کرنا چاہا تو آدم کو پیدا کیا اور اس طرح اللہ آدم میں حلول کر گیا اور یوں اللہ اور انسان ایک ہو گئے حلول کا یہ عقیدہ واضح طور پر کفر تھا اس لئے اس کا دائرہ کار زیادہ وسیع نہ ہو سکا لیکن چھٹی صدی ہجری کو اندلس میں پیدا ہونے والے تصوف کے سب سے بڑے صوفی جنہیں "شیخ اکبر" کہا جاتا ہے محی الدین ابن العربی نے اس عقیدے کو ایسے "علمی" انداز سے پیش کیا کہ بڑے بڑے علماء بھی اس کی لپیٹ میں آگئے شیخ اکبر نے عجیب و غریب استدلال کئے قرآن کی غلط سلط تاویلات کیں ــــ مثال کے طور پر سورہ طٰہٰ میں زمین کے متعلق ارشاد ہے کہ

منھا خلقنٰکم و فیھا نعیدکم و منھا نخرجکم تارۃ اخریٰ (آیت نمبر ۵۵)

یعنی.. ہم نے تمہیں اس سے پیدا کیا اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور دوبارہ اسی سے نکالیں گے

ابن العربی اپنی مشہور کتاب "فصوص الحکم" میں اس سیدھی سادھی آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ

ہم سب احدیت سے نکلے ہیں فنا ہو کر پھر احدیت میں جا چھپیں گے؟ ہمیں پھر بقا ملے گی اور دوبارہ پھر ظاہر ہونگے ــ

وحدت الوجود کا مفہوم یہ نکلا کہ کائنات میں کوئی شے اپنا وجود نہیں رکھتی وجود صرف خدا کا ہے اوست یعنی خدا ہی ہے.. استغفر اللہ..

؎ پاپوش میں لگا دی کرن آفتاب کی   جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اب آیئے اس " رمزالوحدت " کی طرف ۔۔۔ فی الوقت ہم اس پر کسی قسم کا تبصرہ نہیں کریں گے کیونکہ اہل نظر خود ہی جان لیں گے کہ ان اشعار کا دین سے کتنا تعلق ہے؟ اسی دیوان میں سب سے پہلے ص نمبر ا سے ص نمبر ۵ تک اللہ کی شان میں شعر کہے گئے ہیں...

ذات منزہ غیب الغیب، عین مقدس پاک از عیب، احد حقیقی حق سبحان، لاتعین ، لا مکان،

واحد ماجد و احد نور،   ارحم اکرم ذات غفور

ان اشعار میں فقط " غیب الغیب " کی اصطلاح ناقابل فہم ہے اور " لاتعین " " لامکان " کا عقیدہ بھی صوفیاء کا ہے مگر ص ۶ ۔۔ ۷ پر جو اشعار آتے ہیں ان پر ایمان لرز جاتا ہے صاحب دیوان غلام محمد صاحب المعروف " امام جلوی " یوں " رمز " بیان کرتے ہیں کہ

کثرت عالم قبل ظہور   ذات احد موں تھی مستور   لیکن بعد ظہور جہان   ذات ہوئی در خلق نہان

یعنی کائنات سے پہلے مخلوق کی کثرت فقط ایک وجود واحد میں چھپی تھی اور ظہور کے بعد وہ وجود مخلوق میں پنہاں ہو گیا مراد یہ کہ اب ظاہراً مخلوق ہے مگر باطن میں خود خالق ہے... اس کے بعد تو ویسے ہی سب پردے اٹھا دیئے رقمطراز ہیں کہ

اللہ عین محمد مان   اسموں ہرگز شک نہ جان   خاص عقیدہ اہل وصول   آپ ہی اللہ آپ رسول

میم کا برقعہ منہ پہ ڈھو   آیا نبی محمدؐ ہو!!   احمد ہے خود احد مسلم   صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔؟

لیجیئے کہاں کی سنت اور کہاں کا قرآن ۔۔؟ نہ دلیل کی ضرورت نہ برہان کی حاجت ۔۔؟ تاہم اتنا ضرور پوچھیں ... آپ نے مصرعہ لکھا کہ " صلی اللہ علیہ وسلم " (اے اللہ! آنحضرتؐ پر سلام پہنچا) تو ذرا فرمایئے کہ جب " احمد ہے خود احد مسلم " تو پھر کون کس پر کیا پہنچا رہا ہے؟ ۔۔۔ بے شک...

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر   تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پاژند

اس سے آگے " در بیان مسئلہ وحدت الوجود مع دلائل قرآن " کے عنوان سے باب باندھا گیا ہے ۔۔۔ ان کے " قرآنی دلائل " پڑھ کر ہمارا جی چاہا کہ ہم کچھ کہیں مگر افسوس کہ ہم ایسا کہہ نہیں سکتے اہل وحدت الوجود کو سکھایا گیا ہے کہ

جے کر جاہل کرے سوال   چپ کر جاوے صاحب حال   جاہل بے شک ہے معذور   نابینا اور نامقدور

چلتے چلتے ذرا انکی ایک اور دلیل دیکھ لیجیئے تاکہ ان کی " قوت تاویل " کا اندازہ ہو سکے... آیت مبارکہ ہے کہ

نحن اقرب الیہ من حبل الورید ... ہم بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں ۔۔۔۔۔ (ق: ۱۶)

اس آیت سے اخذ یہ کیا گیا ہے کہ ۔۔۔ ہے خود اندر دلبر یار (ص نمبر ۹)

ان خرافات کا ایک افسوسناک اور توہین آمیز پہلو یہ بھی ہے کہ ۔۔۔ اس عقیدے سے فقط آنحضرتؐ ہی خدا کے ہمسر بلکہ عین خدا نہیں ہوتے بلکہ عام مخلوق بھی اس درجہ پر فائز ہو جاتی ہے۔۔ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

خالق موں ہے خلق نہان　　　اور خلقت موں خالق جان

اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام اولاد آدم مخلوق ہے ۔۔۔ یوں بھلا کیا فرق رہا خدا میں، نبی میں اور ہم جیسے گناہگاروں میں ؟ آگے ایک اور دلیل پیش کی گئی ہے لکھتے ہیں کہ

بوجھ حقیقت موم منگا　　شکلیں قسم قسم بنا　　بے شک تھیں وہ قبل ظہور　　شکلیں اندر موم ضرور

عالم اندر ذات خدا　　نور خدا ہے بیچ اشیاء

اس کے بعد بلبلے اور پانی کی مثال دی گئی ہے کہ جیسے بلبلہ پانی کا حصہ ہے اسی طرح مخلوق خالق کا حصہ ہے ـــــــ ۔۔۔

عند العقل حباب جدا　　لا فی الخارج الا الماء

یعنی عقل کے نزدیک بلبلہ پانی سے جدا ہے حالانکہ وہ پانی کے سوا کچھ بھی نہیں لہذا ۔۔۔

ایسا ہی اے دلبر جان　　اللہ ہے خود عین جہان

ص نمبر ۱۸ پر سیاہی اور حروف کی مثال ہے کہ ۔۔۔ـــــــ

جے کر کہیں حرف پکار　　ہم ہیں عین سیاہی یار　　اس میں کیسا عیب خطا　　یوہیں خلقت اور خدا

ان " الہٰیات " کے مطالعہ کے دوران ہمارے ذہن میں ایک سوال اٹھتا ہے کہ اگر ساری مخلوق خدا کا حصہ یعنی خدا ہے تو پھر نعوذ باللہ جانور، چرند پرند اور دیگر پلید حیوانات بھی تو مخلوق ہیں نیز جب مخلوق میں خدا ہی جلوہ گر ہے پھر کافر و مومن میں فرق ۔۔۔ ! چہ معنی دارد ؟ ۔۔۔ مگر افسوس کہ ہمارا یہ سوال " بن کھلا غنچہ " ہی رہا کیونکہ ان حضرات کے نزدیک واقعی یہ سب کچھ ایسے ہی ہے ۔۔۔ ص نمبر ۱۳ پر ہے کہ ۔ قال العارف اھل السیر　　ما صنع اللہ فھو خیر

(عارف صاحب سیر نے کہا ہے کہ اللہ نے جو کچھ بنایا وہ خیر (بھلائی) ہے)

یہ اصول بنا کر گویا ہوتے ہیں کہ

کیا　آدم کیا ابلیس　　کیا　سلیمان کیا بلقیس

کیا مسلم ہے کیا　زندیق　　کیا کافر　ہے　کیا صدیق

یہاں لازمی طور پر خیال آتا ہے کہ جنت دوزخ، برائی، بھلائی اور عذاب و ثواب کی حیثیت کیا ہے ۔۔۔

تو اس کے لئے بھی یوں درافشاں ہیں کہ ۔۔۔ غصہ دوزخ رحم بہشت　　جان اسے اے نیک سرشت

وحدت اندر خاص مقام　امر نہی کا کیا ہے کام !　نہ کوئی جان حساب کتاب　　نہ کوئی اور عذاب ثواب (معاذ اللہ)

نماز روزہ حج زکوٰۃ بلکہ کفر و اسلام کے فرق پر چھری پھیرنے کے بعد ص نمبر ۴۴ پر خدا کو یوں " پر خطا " بنایا گیا ہے کہ

بعضے جاہل پر عیب　　بعضے عارف عالم غیب　　بعضے عاجز اور حقیر　　بعضے صاحب کن فقیر

آیا محقی طور بنا　　ہر صورت میں آپ خدا (معاذ اللہ)